لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

مقامِ نبوّت اور خود ساختہ اصطلاحات

سیاسی طرزِ فکر، جدید سیاسی اصطلاحات اور موجودہ زمانہ میں سیاست و ریاست کی اہمیت کا ذہن و فکر، طرزِ ادا اور تقریر و تحریر پر ایسا گہرا اثر پڑ رہا ہے، کہ دعوتِ اسلامی کے بعض داعی اور قائد اور بلند پایہ اہلِ قلم بھی اپنی تحریروں میں بے تکلف وہ سیاسی اصطلاحات اور تعبیرات استعمال کرنے لگے ہیں، جن کے ساتھ خاص مفاہیم و افکار پیوست اور ایک خاص تاریخ وابستہ ہے، اور جن کا ایک خاص پس منظر ہے، مزید براں وہ اپنا ایک مخصوص و محدود مفہوم رکھتی ہیں اور انبیاء علیہم السّلام کی دعوت کی روح اور مزاج کی صحیح ترجمانی کرنے سے نہ صرف قاصر ہیں بلکہ مختلف قسم کی غلط فہمیاں، شکوک و بدگمانیاں پیدا ہونے کی بھی باعث ہوتی ہیں، مثلاً "انقلاب" "جمہوریت" "اشتراکیت" اور "نظام" کے الفاظ کہ ان میں سے ہر ایک کا خاص مفہوم ہے، جس نے خاص حالات، ماحول اور حوادث و واقعات کے سایہ میں نشو و نما حاصل کیا ہے اور ارتقاء کی منزلیں طے کی ہیں، اور ان سے ایک خاص طرح کے تجربات و تاثرات وابستہ ہیں، جن کو ان سے جدا نہیں کیا جا سکتا ——

واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی دعوت، بعثتِ نبویؐ اور اس کے اثرات و برکات کے ذکر کے سلسلے میں قرآن مجید اور شرع و دین کی زبان نے جو تعبیر اور طرزِ ادا اختیار کیا ہے اسی کا اختیار کرنا مناسب ہے، اس لئے کہ وہ ہر طرح کی غلط فہمیوں اور کوتاہ اندیشیوں سے مبرّا ہے، اور اسی سے دین کی صحیح روح اور اس کے اصل مزاج سے آشنائی پیدا ہوتی ہے۔

(کتاب منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین ... از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

تعلیم القرآن

مولانا محمد اویس ندوی

آخرت پر ایمان:

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۔ (اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں)

ہم مسلمان اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن یہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی، اور ہم سب اللہ کے سامنے جائیں گے، جس نے اس دنیا میں اچھے کام کئے ہیں وہاں اس کو ان اچھے کاموں کا انعام ملے گا اور جس نے برے کام کئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیں گے یا معاف کر دیں گے اسی کا نام آخرت ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ مسلمان وہ ہے جو ایک اللہ کو مانے، اللہ کے سارے رسولوں کو مانے، اللہ کی سب کتابوں کو مانے، اور اس کے فرشتوں کو مانے، اور یہ مانے کہ یہ دنیا ایک دن ختم ہو جائے گی اور ہر آدمی کو اس کے اچھے یا برے کاموں کا خدا کے یہاں بدلہ ملے گا۔

ایک شخص نے رسول اللہ (ان پر اللہ کا درود اور سلام ہو) سے پوچھا کہ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ، اس کے فرشتے، اس کے رسول، اس کی کتابوں اور قیامت کے دن کا یقین رکھو۔

توحید

وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (اور اللہ کے سوا کوئی معبود مت ٹھہراؤ)

اللہ ایک ہے، اکیلا ہے، اس جیسا دوسرا کوئی نہیں، مارنا، جلانا، روزی دینا، بیمار ڈالنا، تندرست کرنا، اولاد دینا، امیدوں کا پورا کرنا سب اسی کے ہاتھ میں ہے، اگر اللہ کی طرح کسی دوسرے میں یہ طاقت پائی جائے تو یہی شرک ہے، خدا نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (نساء ۱۱۶) یقیناً خدا شرک کو معاف نہ کرے گا۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تم چاہے قتل کر دیئے جاؤ اور جلا ڈالے جاؤ مگر اللہ کے ساتھ شریک نہ کرو، ایک شخص نے پوچھا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو حالانکہ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔

جن چیزوں کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسلام نے ان سے روکا ہے، اس سلسلہ کی چند ضروری باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ شرک کا بڑا ذریعہ، کسی خاص شخص کی حد سے زیادہ اس کا رتبہ بڑھانا ہوتا ہے، ہوتے ہوتے آخر میں یہی چیز شرک بن جاتی ہے اور لوگ اس آدمی کو خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، میری شان میں اتنی زیادتی نہ کرو، جس طرح یہود اور نصاریٰ نے اپنے رسولوں کی شان میں کیا ہے۔

ایک بار، ایک شخص نے آپ سے کہا، اے ہمارے آقا، اور ہمارے آقا کے بیٹے، اور اے ہم میں سب سے اچھے اور سب سے اچھے کے بیٹے، آپ نے فرمایا، لوگو پرہیزگاری اختیار کرو، شیطان تمہیں گمراہ نہ کرے، میں عبد اللہ کا بیٹا محمد ہوں، خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے مجھے پسند نہیں کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔

۲۔ ہزاروں اور لاکھوں آدمی ہیں جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوتا یا پیر یا فقیر اور شہید دنیا کے پیدا کرنے والے نہیں ہیں، لیکن پھر بھی وہ ہر قسم کی نذریں ان کے سامنے پیش کرتے ہیں، بچے انہی کا نام رکھتے ہیں، انہی پر نذر نیاز چڑھاتے ہیں، حالانکہ خدا کے آگے کسی کی کچھ نہیں چل سکتی۔ حضور نے فرمایا، اے قریشیو! اے عبدالمطلب کی اولاد! اے عباس! اے صفیہ! اے فاطمہ! میرے مال میں سے جو مانگو میں دے سکتا ہوں، لیکن خدا کے یہاں میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

۳۔ قبروں پر لوگ حاجات پیش کرتے ہیں اور دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، نذریں چڑھاتے ہیں، حضور نے فرمایا، تم سے پہلے لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے، دیکھو میں تم کو منع کرتا ہوں کہ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ عین وفات کے وقت چہرہ سے چادر الٹ دی اور فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

۴۔ جو عبادت کا طریقہ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے، اگر وہ دوسروں کے ساتھ برتا جائے تو یہ بھی شرک ہے جیسے سجدہ کرنا صرف اللہ کے لئے ہے، پیر، فقیر، تعزیہ، قبر وغیرہ کسی کو سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔

محسن انسانیت نے فرمایا

(فضائل اخلاق، مکارم و محاسن اعمال سے شجر ایمان کا نشو و نما ہوتا ہے، اور جو چیزیں ان کے خلاف ہیں وہ ایمان و اسلام کے خلاف ہیں)

- حسن خلق ہی دین ہے۔
- مسلمان بد خلق اور بخیل نہیں ہوتا۔
- ایمان، تحمل اور فراخ دلی کا نام ہے۔
- آدمی کو جو کچھ دیا گیا اس میں سب سے بہتر خوش خلقی ہے۔
- اعمال کے میزان میں جو چیز سب سے بھاری ثابت ہوگی وہ حسن خلق ہے۔
- کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق پسندیدہ ہیں۔
- اخلاق کا اچھا ہونا، محبت الٰہی کی علامت ہے۔
- آدمی کی سعادت، حسن خلق اور شقاوت بد خلقی میں ہے۔
- بد خلقی نحوست ہے، بہت برا ہے وہ جو بد خلق ہے۔
- جو چیز سب سے زیادہ سبب مغفرت ہوگی وہ خندہ جبینی اور شیریں زبانی ہے۔
- جو نرمی سے محروم رہا وہ گویا ہر نیکی سے محروم رہا۔
- فضائل اخلاق میں اعلیٰ فضیلت یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جو تم سے بدسلوکی کرتے ہیں، اور انہیں دو جو تمہیں نہیں دیتے ہیں اور انہیں معاف کر دو، جو تمہیں ستاتے ہیں۔
- حسن خلق خدا کا سب سے بڑا انعام ہے۔
- بد خلقی آدمی کے اخلاق کو ایسا چوپٹ کرتی ہے جیسے سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔
- لوگو تمہارا مال تو سب کے لئے کافی نہیں ہو سکتا، لیکن تمہاری خوش خلقی سب کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔
- دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہیں تو کچھ غم نہ کر، اگر یہ چار چیزیں تیرے پاس موجود ہیں، راست گفتاری۔ حفظ امانت۔ خوش خلقی۔ غذا کا حلال۔
- حشر کے دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا، یہ لوگ خاص سایۂ عرش کے نیچے ہوں گے۔ امام عادل، جس نے جوانی میں عبادت کی، جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا، جس کا دل مسجد میں لگا رہا، جس نے صدقہ دیا اور اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی، جس نے خدا کے لئے محبت کی، جسے کسی خوبصورت عورت نے بلایا اور اس نے یہ کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔
- جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔
- جو وعدہ کا پابند نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔
- امانت سے رزق بڑھتا ہے، خیانت سے افلاس لازم آتا ہے۔
- مشورہ بھی امانت ہے (مشورہ دیانت داری سے دیا جائے)
- تم سے کوئی مشورہ چاہے تو اسے مشورہ دو۔
- مومن سب کچھ ہو سکتا ہے جھوٹا اور خائن نہیں ہو سکتا۔
- جو ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ سے بچا میں اس کے جنتی ہونے کا ضامن ہوں۔
- جھوٹ، ایمان کو زائل کر دیتا ہے۔
- سچ کہو اگرچہ وہ کڑوا ہی ہو۔
- حق پر مستعد رہو، خواہ وہ تمہارے نفس کے خلاف ہو۔
- حیادار خدا کا دوست ہے۔
- تمام بری عادتوں میں سب سے بری دو خصلتیں ہیں، شدید بخل، انتہائی بزدلی۔
- سخی جاہل، اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہے۔
- سخی اللہ سے قریب، جنت سے قریب، اور دوزخ سے دور ہے۔

تعمیرِ حیات

۵ مئی ۱۹۷۶ء ـــــ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

جلد نمبر ۱۳ ـــــ شمارہ نمبر ۱۳

نرخ اشتراک اندرون ہند مع محصول ڈاک

سالانہ ۲۰ روپے ـ ششماہی ساڑھے دس روپے ـ فی پرچہ ۹۰ پیسے

بیرون ہند مع محصول ڈاک

بحری ڈاک سے ـ ایک پاؤنڈ ـ ۲ شلنگ

ہوائی ڈاک سے ـ امریکہ، کناڈا، یورپ کے ممالک ۳ پاؤنڈ

افریقہ، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے ممالک ۲ پاؤنڈ

پاکستان ۲۰ روپے

بنگلہ دیش ۱۵ روپے

اس دائرے کا سرخ نشان ضروری اطلاع ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے۔ تعمیرِ حیات اور آپ کے علمی تعلق کی اہم ضرورت ہے ـــ لہٰذا اولین فرصت میں آئندہ سال کے لئے زر اشتراک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا پرچہ جاری رکھنے کا ارادہ ہو تو مطلع فرمائیں۔ جواب نہ ملنے پر ... کی اجازت سمجھ کر ... وی۔ پی ... کیا جائیگا ... آپ کا اخلاقی فرض ہوگا ... وی۔ پی کے زائد مصارف خریدار کے ذمہ ہوں گے۔

براہ کرم خط و کتابت اور منی آرڈر کوپن پر اپنا مکمل پتہ اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیے۔

اس شمارے میں

نظامِ حکومت اور معاشرتی معاملات ـ تفہیم القرآن ـ ادارہ انصاف کی ... کی قرآنی حیثیت ـ حافظے کی تربیت ـ تاریخ کے ... ـ اشعار و قصائد کی دینی حیثیت ـ طلاق میں تاخیر ـ

۲۲ ہزار احادیث ـ

باپ کا خط بیٹے کے نام ـ

غزل

پرنٹر، پبلشر ... نے ... پریس ... سے چھپوا کر دفتر "تعمیرِ حیات" ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

اڈیٹر: اسحاق جلیس ندوی

اسحاق جلیس ندوی

انصاف :ـ گراں، صبر آزما

سپریم کورٹ نے حال ہی میں ایک ایسے مقدمے کا فیصلہ کیا ہے جو بیس برس سے چل رہا تھا ـ قسمت سے مختلف عدالتوں میں مقدمہ ... کا [illegible] نظامِ انصاف کی "خرابی" اور اس میں تعطل ... ثبوت ہے۔ مقدمہ کا ... فیصلہ ... ۱۹۵۶ء سے چل رہا تھا۔ الٰہ آباد ہائی کورٹ نے اس فیصلے میں ... سال لگا دیئے، ایک جائداد کے مقدمہ میں ماتحت عدالت کے فیصلے کے خلاف ۱۹۵۹ء میں ہائی کورٹ میں اپیل ہوئی ... سپریم کورٹ میں اپیل کے لئے ... حاصل کرنے میں ... سال گزر گئے ... اپیل ... سپریم کورٹ کے سامنے آئی۔

جن ججوں پر مشتمل بنچ نے ... [illegible]

[illegible]

... انصاف کی گرانی کا یہ عالم ہے کہ ہر شخص ... برداشت نہیں کر سکتا ... عدالتی نظام میں ... وہ ملک جہاں کی ۶۰ کروڑ آبادی دنیا کے غریب ترین ... ہو ... عدالتوں کے ... حاصل کر سکتی ہے۔ [illegible]

[illegible]

(پہلی قسط)

موسیقی کی شرعی حیثیت

موسیقی کا نام سنتے ہی ذہن کچھ ایسے حرکات وسکنات اور افعال کی طرف منتقل ہوتا ہے جو ذہنی سکون کا باعث ہوں یا دلکشی اور جاذبیت قوالی کی آواز جو جیسے لوگ پسند کرتے ہوں اور اس آواز کے پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کے آلات کا استعمال ہوتا ہو۔ آج گانے اور موسیقی نے ایک اہم شعبۂ فن کی جگہ اختیار کرلی ہے اور آج کی نئی زندگی کا جزو لاینفک بن گیا ہے لیکن یہاں ماجرا یہاں ہے۔ یہ ایسے افعال ہیں جن میں شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، اور یہ آج کی ترقی یافتہ اور متمدن زندگی کے ان آداب میں سے ہیں جسے اسلام پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اس فن کی باضابطہ مشق کرتے اور اس میں اپنی زندگی گذارتے ہیں وہ چند ایسے قواعد کی پیروی کرتے ہیں جن کو ان لوگوں نے خود اپنی خواہشات کے مطابق گڑھ لیا ہے اور ان افعال کے پیچھے اس کے علاوہ کوئی فلسفہ نہیں ہوتا کہ وہ تفریح کریں یا لوگوں کے اندر وقتی خوشی ومسرت پیدا کردیں۔

انہی وجوہ کی بنا پر یہ ضروری ہے کہ علم وتحقیق کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا جائے اور کتاب وسنت، علماء اسلام کے اقوال اور فقہائے امت کے استدلال کی روشنی میں اس مسئلہ پر تحقیقی نگاہ ڈالی جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صحیح اور درست قول تک پہونچائے اور اس بارے میں اسلام کے صحیح موقف تک پہونچنے میں مدد فرمائے۔ سورۂ لقمان میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا، اولٰئک لھم عذاب مھین۔

(بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سوچے سمجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑاوے، ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔)

اگرچہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن "لھو" سے مراد ہر وہ چیز ہے جو خیر سے غافل کردے اور "لھو الحدیث" سے مراد گانا بجانا اور اس طرح کی دوسری آوازیں وہ نغمات ہیں جیسا کہ اس کی تصریح علماء کرام اور مفسرین عظام نے کی ہے ابن مسعودؓ سے روایت ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آپ نے "من الناس من یشتری لھو الحدیث" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ ھو واللہ الغناء اخرجہ البیھقی وصححاہ۔ (خدا کی قسم اس سے مراد گانا بجانا ہے اس کی تخریج بیہقی اور حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔)

(نیل الاوطار علامہ شوکانی ج ۸ ص ۱۰۰)

روایتوں میں یہ بھی آتا ہے کہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ قسم کھاکر یہ فرماتے تھے کہ اس سے مراد گانا ہے، نیز دوسری روایت بھی ہے جس کو بغوی نے ثعلبی کی سند سے روایت کیا ہے۔

عن ابی امامۃ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن واثمانھن حرام۔

(ابو امامہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ گانے والیوں کی تعلیم اور خرید وفروخت ناجائز ہے اور اس کی قیمت حرام ہے)

اور اسی جیسی صورت حال میں یہ آیت نازل ہوئی "ومن الناس من یشتری لھو الحدیث" الخ۔۔۔

دوسری روایت ہے:۔

عن ابی ھریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب وکسب الزمارۃ۔

(ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور بانسری کی کمائی سے منع فرمایا۔)

مکحول فرماتے ہیں کہ جو شخص گانے بجانے والی لونڈی کو خریدتا کہ اس کو گانے کے لئے روکے رکھے اور اس کو مارا اور اسی پر قائم رہا یہاں تک کہ اس شخص کی موت ہوگئی تو اس پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

ابن مسعود، ابن عباس، عکرمہ، سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ "لھو الحدیث" سے مراد گانا بجانا ہے اور کلام پاک کی آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے اور "یشتری" کے معنی "یستبدل ویختار الغناء والمزامیر والمعازف علی القرآن" ہے۔ ابو صہباء فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد "گانا" ہے۔ اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ نے اس جملہ کو تین مرتبہ دہرایا ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ "گانا نفاق پیدا کرتا ہے" بعض لوگ کہتے ہیں کہ نضر بن حارث گانے والی لونڈیوں کو خریدتا تھا اور ان کو ان تمام لوگوں کے پاس بھیجتا تھا جو اسلام قبول کرنا چاہتے تھے اور ان کو اس سے روک دیتا تھا۔

سورہ اسراء کی آیت "واستفزز من استطعت منھم بصوتک" کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابو البرکات حافظ الدین نسفی فرماتے ہیں کہ "بصوتک" سے مراد یا تو وسوسہ ہے، یا گانا بجانا یا بانسری۔ مجاہد نے اس کی تفسیر گانے بجانے اور بانسری سے کی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم ہے کل داع الی معصیۃ اللہ ہے اور ہر وہ چیز جو اللہ کی معصیت کی طرف داعی ہو وہ شیطان کے گروہ سے ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آپ نے "بصوتک" سے مراد گانا بجانا، لہو ولعب اور بانسری لیا ہے

(تفسیر خازن سورہ اسراء
ج ۳ ص ۱۹۹)

جیسا کہ بعض مفسرین نے کلام پاک کی اس آیت "والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما" میں لفظ "زور" کی تشریح گانے اور لہو ولعب سے کی ہے محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ "زور" سے مراد موسیقی وگانا ہے، ابن حنیفہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں لا یشھدون اللھو والغناء۔

اس کے علاوہ اور بہت سی تفسیریں بیان کی گئی ہیں

سورہ نجم کی اس آیت کا یہی مطلب ہے "افمن ھذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون۔"

اس آیت میں مفسرین نے سمود اور سامد کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد گانا اور گانے والے ہیں، ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر لہو اور غافلون سے کی ہے، آپ سے روایت ہے کہ اس سے مراد اہل یمن کی لغت میں گانا بجانا ہے، اس لئے کہ جب وہ لوگ کلام پاک کو سنتے تھے تو گانا گانے اور کھیلنے لگتے تھے۔ سمود کی اصلی لغت میں رفع راس کے ہیں جو کہ سمود البعیر سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کہ اونٹ اپنا سر اٹھائے اور چلنے کی کوشش کرے اور سامد کا معنی "اللاھی المتغنی" بے پرواہی برتنے والا اور گانے والا ہے۔ صاحب تفسیر نسفی نے انتم سامدون کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا غافلون، لاھون، لاعبون وکانوا اذا سمعوا القرآن عارضوہ بالغناء ویشتغلوا الناس عن استماعہ۔ علامہ سلیمان جمل نے اپنی تفسیر جمل میں "سمود" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا قیل الاعراض وقیل اللھو وقیل الغفلۃ وقیل الاستکبار۔

ابو عبیدہ نے فرمایا کہ "سمود" قبیلہ حمیر کی زبان میں گانے کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں یا جاریۃ اسمدی لنا یعنی اے لونڈی میرے لئے گانا گا۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں عکرمہ کے واسطے سے سمود کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد قبیلہ حمیر کی زبان میں "گانا" ہے اس لئے کہ جب لوگ کلام پاک سنتے تھے تو یہ لوگ گانے اور کھیل کرنے لگتے تھے۔

مذکورہ بالا مطالب کتاب اللہ کی روشنی میں تھے لیکن اس سلسلے میں احادیث بھی کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن کو اکابر، صاحب علم اور صاحب فقہ حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ لیکن پھر اس سلسلے میں دو جماعتیں ہوگئی ہیں، بعض حضرات جائز اور بعض حضرات ناجائز سمجھتے ہیں۔ ہم پہلے ناجائز سمجھنے والے حضرات کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس موضوع پر علامہ محمد بن شوکانی اپنی مشہور کتاب "نیل الاوطار" میں لہو ولعب کے باب کے ضمن میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"عبد الرحمٰن بن غنم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے بیان کیا اور خدا کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا کہ انہوں نے حضور کریم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے سامان کو حلال سمجھیں گے ۔۔۔

..... اور دوسری روایت [illegible] کی میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے
اس کو کسی اور نام سے پکاریں گے اور ان کے سروں پر گانے بجانے والے ساز اور گانے والیاں [illegible] ہوں گی
اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور کی شکل میں تبدیل کر دے گا۔
روایت ابن ماجہ کی ہے اور انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے) معازف کی تشریح کرتے ہوئے امام جوہری نے فرمایا کہ اس سے مراد گانے بجانے کے آلات ہیں۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک چرواہے کے گانے کی آواز سنی تو اپنی انگلی کان میں ڈال لی اور اپنی سواری کو اس راستے سے موڑ دیا اور یہ فرمانے لگے کہ اے نافع کیا تم سن رہے ہو تو میں نے کہا جی ہاں۔ اس کے بعد آپ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اب آواز نہیں آ رہی ہے تو آپ نے ہاتھ کو ہٹا لیا اور اپنی سواری راستے کی جانب موڑ لی اور فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے چرواہے کے گانے کی آواز سنی تو ایسا ہی کیا۔ (احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ)
ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج کی ہے اور اس سے حافظ محمد بن نصر [illegible] نے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا یہ حدیث صحیح ہے (یہ صحیح حدیث ہے)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، ڈھول اور بربط کو حرام کر دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے (احمد، ابو داؤد) اور طبرانی ... میں یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوا، نشہ والی [illegible]، ڈھول اور ستار کو حرام کر دیا ہے۔ (احمد)
... اس حدیث کی ... [illegible]

[illegible]

جو حبیب نے روایت کیا ہے۔ ... یہ حدیث معلول ہے لیکن اس کی ایک شاہد حدیث ہے جس کی تخریج احمد، ابو داؤد، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی حدیث سے کی ہے اور امام احمد نے اس کی تخریج حدیث قیس بن سعد بن عبادہ سے کی ہے۔
(نیل الاوطار ج ۸ ص ۱۰۰)

ابن عباسؓ کی حدیث جس کی طرف امام خطابی نے اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، ڈھول اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا ہے۔
(احمد)

ابن ابی الدنیا نے علی بن یزید سے روایت کیا ہے۔ ایک دوسری حدیث ہے جسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو دولت بنا لیا جائے، امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے، زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے، تعلیم دین کی غرض سے نہ ہو، مرد اپنی بیوی کی پیروی کرے اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، اپنے دوست سے قریب ہو اور اپنے باپ سے دور رہے، مسجد میں شور و غوغا ہو، قبیلے کا سردار فاسق و فاجر شخص ہو، قوم کا سربراہ رذیل آدمی ہو، شریر لوگوں کی مروت کی جائے کہ کہیں ان کے شر میں نہ پڑ جائیں، گانے بجانے کے سامان کی کثرت ہو جائے، شراب پی جانے لگے اور ... [illegible] تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنسنے، ... [illegible] کا انتظار کرو ... جیسے پرانی ... کی لڑی ٹوٹ جائے ... (اس کو امام ترمذی نے نقل کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت کھانے پینے اور کھیل کود میں رات بسر کرے گی اور صبح بندر اور سور کی شکل میں ... اور ان پر ... [illegible] ... ڈھول بجانے اور ستار کے بجانے سے ... (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے)
... [illegible]

آخری خط (۱۹۵۰ء)

[illegible]

Rasheed Kausar Farooquee

کوثر فاروقی

قطعہ

ہم کسی اپنی حقیقت کی خبر ہے ہم کو
اپنے مسجود ہیں سے فروتر ہوں میں
ان کو گر جانے ... [illegible]
تب آ ... [illegible] ہوں میں

غزل نما

[illegible]

رشید کوثر فاروقی

تاریخ کے دریچے سے!

مظلوموں کے ساتھ انصاف:

جس زمانہ میں سلطان محمود بست میں مقیم تھا، ایک دن کا ذکر ہے کہ دوپہر کے وقت خیمے میں تنہا بیٹھا تھا، اتنے میں دھوپ اور گرمی کے مارے ہانپتا کانپتا ایک مظلوم شخص آیا اور فریاد کرنے لگا۔ محمود نے پوچھا: "تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟" اس شخص نے جواب دیا "آپ نے، بات یہ ہے کہ آپ کے فیل بان نے میرے کھجور کے درخت سے ہاتھی باندھ رکھا ہے، اور خود کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑ توڑ کر نیچے پھینک رہا ہے، ایک غریب بال بچوں والا آدمی ہوں، اور میرے بچوں کا گذارا ان کھجوروں پر ہے۔" سلطان اٹھ کھڑا ہوا اور خیمہ کے دروازہ سے جھانک کر دیکھا مگر کوئی ملازم نظر نہ آیا، گرمی کی وجہ سے سب اپنے ٹھکانے چلے گئے تھے، باہر نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا اور صرف ایک سائیس کے ساتھ موقع پر جا پہنچا، معلوم ہوا جو کچھ اس مظلوم نے کہا سچ کہا تھا، سائیس کو حکم دیا کہ فیلبان کی گردن میں رسی باندھ کر اسے کھجور کے درخت میں لٹکا دیا جائے۔

دعاؤں پر بھروسہ:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر سبکتگین (محمود غزنوی کا باپ) نیشاپور میں مقیم تھا، ایک دن کسی عالم حدیث سے ایک حدیث سنی، جس کا ترجمہ یہ ہے "پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کہتا ہے دنیا سے دل نہ لگاؤ، مجھے یہاں اس لئے نہیں لایا گیا، اور جنت سے دور اس لئے کر کے مجھے اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے، رات کی نماز پابندی سے پڑھو کہ مومنوں کی فتح اسی میں ہے، اور مخلوق سے امید نہ رکھو کہ ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے" امیر سبکتگین نے یہ حدیث سنی تو اسے اپنے تمام کاموں کی بنیاد قرار دیا، چنانچہ وہ ہمیشہ فتح کی دعا رات کو مانگتا، اور اپنی فتوحات کو اسی کا نتیجہ خیال کرتا، اس نے اپنے بیٹے محمود کو بھی ان عالم کے پاس بھیجا کہ وہ محمود کو وہی حدیث سنائیں۔ محمود نے حدیث سنی اور باپ کی طرح اس پر عمل کرنا شروع کر دیا، ایک رات کا ذکر ہے کہ محمود کا لشکر بلخ کے دروازے پر پڑا تھا، اور صبح کو ترکستان کے لشکروں سے مقابلہ تھا۔ محمود آدھی رات کو اٹھا اور غسل کے لئے گرم پانی منگوایا مگر نہ ملا، اس رات برفباری ہو رہی تھی، برفانی ہوا کے طوفان آ رہے تھے اس کے باوجود اس نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا، مصلی بچھا کر عبادت کرنے لگا، مصاحبوں نے کہا ابھی کہ صبح کو معرکہ درپیش ہے، آج کی رات تو آپ کو آرام کرنا چاہئے، محمود نے کہا کہ میرا کام آج ہی رات کا ہے، کل کا کام خدا کا ہے میرا نہیں۔ چنانچہ صبح تک عبادت میں مصروف رہا، فجر ہوئی تو اٹھا، نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی! ہم دو فریقوں میں سے جو تیرے بندے کے حق میں بہتر ثابت ہو اسے فتح عنایت کر، یہ دعا مانگ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا لڑائی کے میدان میں آیا، اس روز اس کو جو فتح حاصل ہوئی وہ بہت حیرت انگیز تھی۔

علوم کی قدردانی اور معاملات کی بنیاد:

سلطان محمود کے دربار میں بیسیوں ایسے مشہور منجم جمع تھے کہ زمانے میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے، مگر سلطان کسی معاملہ میں ان کی رائے نہ لیتا تھا، ایک مرتبہ کسی منچلے مصاحب نے دریافت کیا کہ علم نجوم کے اتنے بڑے استاد حضور کے پاس جمع ہیں، مگر آپ کبھی ان سے کوئی بات نہیں پوچھتے، ان کی موجودگی کا فائدہ کیا ہے؟ سلطان نے جواب دیا کہ ان لوگوں کو صرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ ملک میں ہر علم اور ہر فن کے ماہروں کی موجودگی ضروری ہے، کہ وقت بے وقت کام آ سکتا ہے، ورنہ میرے معاملات کی بنیاد صرف دو باتوں پر ہے، اوّل خدا پر توکل، دوم شریعت کا فتویٰ اور مخلصوں کی رائے۔

خلق اللہ کی دوستی:

سلطان محمود غزنوی کی صورت اچھی نہ تھی، ایک روز وہ اپنے حجرۂ خاص میں نماز پڑھ رہا تھا کہ دو غلاموں نے اس کے سامنے آئینہ اور کنگھی لا کر رکھ دی، اس کے بعد ہی اس کا وزیر شمس الکفاۃ احمد حسن حجرہ میں آیا، اور منتظر بیٹھا، سلطان محمود نے نماز پڑھ کر اپنی قبا پہنی، سر پر کلاہ رکھی، کنگھی کی، آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھ کر مسکرایا، اپنے وزیر احمد حسن سے کہا کہ تم سمجھ سکتے ہو کہ اس وقت میرے دل میں کیا خیال گزر رہا ہے، وزیر نے کہا خداوند تو خود ہی بتائیں، سلطان محمود نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگ مجھ کو اپنا دوست نہیں سمجھتے ہوں گے، کیونکہ لوگ ایسے ہی بادشاہ کو اپنا دوست سمجھنے کے عادی ہیں جس کی صورت بھی اچھی ہو، احمد حسن نے کہا خداوند! ایک ہی کام سے لوگ آپ کو اپنی جان اور اپنے زن و فرزند سے عزیز تر رکھ سکتے ہیں اور آپ کا فرمان آتش اور پانی پر بھی جاری ہو سکتا ہے، سلطان نے پوچھا وہ کام میں کیا کروں، احمد حسن نے کہا دولت کو اپنا دشمن سمجھئے، پھر سارے لوگ آپ کے دوست ہو جائیں گے، سلطان محمود کو یہ بات پسند آگئی اور اس کے بعد سے اس کا ہاتھ بخشش اور خیرات کے لئے وسیع ہو گیا۔ اور پھر ہر طرف اس کی تعریف کی صدا گونجتی رہی۔

احتساب میں شدت:

سلطان محمود غزنوی نے اپنے محتسبوں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ احتساب میں کسی کی رعایت نہ کریں، اس کے زمانہ میں اس حکم کی پابندی بڑی سختی سے ہوتی رہی، ایک بار سلطان محمود کے شبستان عیش میں اس کے دو سپہ سالار علی نوشتگین اور محمد عرب شراب پی کر بدمست ہو گئے اور چاشت کے وقت تک ان پر نشہ طاری رہا، اسی نشہ کی حالت میں علی نوشتگین نے اپنے گھر جانا چاہا، سلطان محمود نے اس کو یہ کہہ کر روکا کہ اس نشہ کی حالت میں دن کے وقت باہر نکلنا مناسب نہیں کیونکہ اگر محتسب نے اس حال میں دیکھ لیا تو وہ سزا دینے سے باز نہ آئے گا اس کی عزت جاتی رہے گی، علی نوشتگین کو اپنے عہدہ کا غرور تھا، وہ ۵۰ ہزار فوجیوں کا سپہ سالار تھا، اس کی شجاعت اور معرکہ آرائی کی بڑی شہرت تھی، اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ محتسب اس کا کچھ بگاڑ سکے گا وہ گھر جانے کے لئے مصر ہوا تو سلطان محمود نے بادل ناخواستہ اس کو رخصت کر دیا، علی نوشتگین اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکریوں، غلاموں اور چاکروں کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں محتسب اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ ملا، اس نے علی نوشتگین کو نشہ کی حالت میں دیکھا تو اس کو گھوڑے پر سے اتار لینے کا حکم دیا، پھر خود بھی گھوڑے سے اتر گیا اور علی نوشتگین کو اتنا مارا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا، اس کے حاشیہ بردار اور لشکری دیکھتے رہے، مگر کچھ بولنے کی جرأت نہیں کر سکے، مار کھا کر علی نوشتگین اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا، تو راستہ میں کہتا جاتا تھا کہ جو سلطان کی بات نہیں مانے گا اس کا حال یہی ہو گا، دوسرے دن وہ سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے اس کو اپنی پیٹھ دکھائی تو جا بجا چوٹ لگی تھی، محمود کو اس کی پیٹھ دیکھ کر ہنسی آگئی اور اس نے کہا اب توبہ کرو، پھر نشہ کی حالت میں باہر نہ نکلو گے، ملک کے نظم و قانون میں جب خلل واقع ہو گی تو ہر شخص کا حال دیکھنے میں آئے گا جو تم کو بار بار یاد رہے گا۔

تاجروں کے ساتھ انصاف:

سلطان محمود غزنوی کے ایک لڑکے شہزادہ نے ایک تاجر سے ۶۰ ہزار دینار کا مال خریدا، قیمت ادا کرنے میں تاخیر کی تو تاجر نے سلطان محمود کے پاس جا کر شکایت کی کہ اس کو قیمت نہیں مل رہی ہے، اس لئے وہ اپنے وطن واپس نہیں جا سکتا، اس کا فیصلہ قاضی کی عدالت میں کرایا جائے۔ سلطان محمود نے اس کی فریاد سن کر شہزادہ مسعود کو پیغام بھیجا کہ یا تو تاجر کا حق ادا کرو، یا قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس کا فیصلہ کرا لو۔ تاجر تو قاضی کے یہاں استغاثہ دائر کرنے کو روانہ ہوا، اور سلطان محمود کا قاصد شہزادہ کے پاس پہنچا، شہزادہ باپ کا فرمان پا کر پریشان ہوا، اس نے اپنے خازن سے پوچھا کہ خزانہ میں کتنا مال ہے، خازن نے بتایا بیس ہزار دینار ہیں، اس نے کہا کہ بیس ہزار ابھی تاجر کو دے جا کر دو بقیہ رقم کے لئے تین روز کی مہلت مانگو، باپ کے قاصد سے کہا کہ تم جا کر کہو کہ بیس دینار تو ابھی تاجر کو بھجوائے جا رہے ہیں اور بقیہ تین روز میں ادا کر دئے جائیں گے، میں خود دیوان میں جانے کو تیار بیٹھا ہوں، جس وقت طلبی ہو گی مجلس قاضی میں حاضر ہو جاؤں گا۔ سلطان محمود نے جواب میں کہلا بھیجا کہ وہ کسی صورت اس وقت تک نہ دیکھے جب تک کہ وہ تاجر کی پوری قیمت ادا نہ کر دے۔ شہزادہ مسعود اور بھی پریشان ہوا، اپنے آدمی ہر طرف بھیج کر قرض منگوائے، ظہر کی نماز کے وقت تک ساٹھ ہزار دینار تاجر کو دئے گئے۔ اس واقعہ کی شہرت ہر طرف پھیلی تو تمام اطراف کے تاجر غزنی میں آ کر اپنا اپنا مال بڑے اطمینان سے فروخت کرتے رہے، اور ان کو قیمت لینے میں کوئی مشکل نہ ہوتی۔

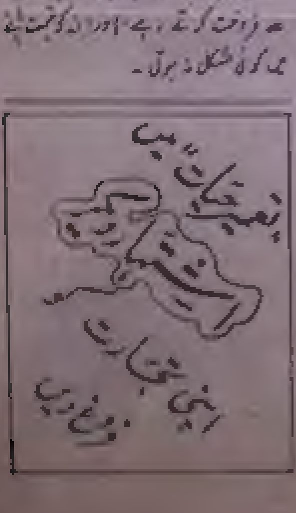

اشعار و قصائد کی دینی حیثیت

[illegible]

شعر و شاعری کا مقام: شعر و شاعری کی قیمت اسلام کی نگاہ میں کیا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا مقام دیا ہے۔ صحابۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشعار سے کیا دلچسپی رکھتے تھے مندرجہ ذیل تحریر میں ان تمام چیزوں پر روشنی پڑے گی۔

امام بیہقیؒ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ سورۂ شعراء میں عام شاعروں کی مذمت کے بعد شعراء اسلام کو "الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خود مستثنیٰ فرمایا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت، عبد اللہ بن رواحہ، کعب بن زہیر وغیرہ شعراء اسلام اسی زمرہ میں شمار کئے گئے ہیں۔

(بیہقی ... ماخوذ ...)

(ادب المفرد ص ...)

ظاہر ہے کہ تمام اسلامی معارف میں ذات نبویؐ سے متعلق ... و موثر مضامین شعر میں ادا ہونے والے شعراء کرام آمنوا وعملوا الصالحات کے ذیل میں داخل ہیں عموماً صحابہ کرام ایسے ہی شعروں کو کہتے تھے۔

امام بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ ایسے اشعار جو نصیحت آموز ہوں اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہوں ان کو پڑھنا مستحب ہے ... خواہ اس میں عاشقانہ غزل کا انداز آ جائے خواہ کوئی شوخی و ظرافت باقی رہ جائے مگر معرفت الٰہی اور محبت رسولؐ و تقویٰ وغیرہ اسلامی تعلیمات ہی سے متعلق ہونا چاہیے۔

بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من الشعر لحکمة۔ یعنی بعض شعروں میں دانائی کی باتیں ہوتی ہیں ... اصل ایسے ہی حکمت آموز ... اشعار شریعت کی نظر میں مستحسن ہیں۔

علامہ خازنؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ... [illegible]

(تفسیر خازن ج ... ص ...)

یعنی ... نے فرمایا ... مرحوم ... [illegible]

بزم سخن میں تھا یہ تکلّف نہ ...
شب انجمن میں ساقی ... نہ تھا

اشعار کے متعلق ایک فیصلہ:

امام بخاریؒ نے ایک باب الادب المفرد میں اس عنوان سے مقرر کیا ہے کہ الشعر حسن کحسن الکلام ومنه قبیح یعنی اشعار بھی نثر کی طرح ہیں جس طرح عام کلام میں اچھے برے مضامین ہوا کرتے ہیں اسی طرح شعروں میں اچھے برے مضامین و مواد ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فیصلہ فرمایا: الشعر بمنزلة الکلام حسنه کحسن الکلام وقبیحه کقبیح الکلام۔

یعنی اشعار کو عام گفتگو کی طرح سمجھیے جیسے بعض کلام اچھے ہوتے ہیں ویسے بعض اشعار بھی اچھے ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: الشعر منه حسن ومنه قبیح خذ بالحسن ودع القبیح۔

(الادب المفرد ص ...)

یعنی اشعار اچھے برے ہر قسم کے ہوتے ہیں تو تم کو اچھے اشعار کا انتخاب کر لینا چاہیے اور بیہودہ و نا ملائم اشعار کو ترک کر دینا چاہیے۔

اشعار کی سادگی و پاکیزگی:

حضرت حسان بن ثابت وہ شاعر اسلام ہیں جو حقائق دین اور محاسن اسلام و محبت رسولؐ وغیرہ پر نہایت سادہ و پرشکوہ اشعار کہتے تھے۔ اسلام سے قبل والی عاشقانہ رنگ نہ پاکر کسی نے کہا: ... یعنی تمہارے اشعار میں جو رنگ اسلام سے پہلے تھا وہ اب باقی نہیں رہا ... انہوں نے خوب جواب دیا کہ اسلام ... اشعار کی زینت مبالغہ آرائی اور کذب بیانی ہوتی ہے ... کو بہت بڑھا کر دکھانا ... شعروں میں لطف کی چیز سمجھی جاتی ہے اور یہ چیز اسلام میں ممنوع ہے ... حضرت حسان کا مقولہ ... ان الاسلام یمنع من الکذب ... یعنی اسلام جھوٹ سے روکتا ہے ... شعراء کرام یاد رکھیں تو اچھا ہے۔

(نوٹ) شعر از ڈاکٹر اقبال مرحوم ہے

... بھی ایک ایسا دور گزرا ہے جس میں ان پر وطن پرستانہ خیالات غالب تھے ایک شعر لکھتے ہیں

... ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

مگر جب ... اور فکر میں پختگی پیدا ہوئی تو فرمایا:

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا

تو نیاز صاحب نے لکھنا شروع کیا کہ اقبال کی ... اسلام میں محدود ہو کر ... نظر آتی ہے۔

اشعار کو کذب و مبالغہ سے پاک ہونا چاہیے:

اشعار میں کذب و غلو اور ہجو کے وقت ... ناجائز ہے اسی طرح شعرگوئی میں ایسا انہماک و اشتغال بھی ناجائز ہے جس سے ذکر الٰہی و تلاوت قرآن کریم و دیگر فرائض کی ادائیگی میں غفلت و کوتاہی ہونے لگے امام بخاریؒ و امام بیہقیؒ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ملاحظہ ہو باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصدہ عن ذکر اللہ والعلم والقرآن۔

(بخاری ج ۲ ص ...)

(الادب المفرد ص ...)

لیکن امام بیہقیؒ اور امام بخاریؒ کی یہ بات کچھ شعرگوئی کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے ہر عمل مباح اور ہر امر مشروع کہ جس میں انہماک و اشتغال کسی دوسرے فریضے کے ترک اور اس کے ضائع ہونے کا سبب بن جائے وہ بھی اسی طرح ناجائز ہو گا مثلاً ... تلاوت قرآن پاک یا ... قرأت میں اگر اس قدر مشغول ہو کہ اس کی نماز کا وقت نکل جایا کرے یا نماز وغیرہ سے غفلت و ... پیدا ہو جایا کرے تو یہ امور باوجود جائز ہونے کے ناجائز ہو جائیں گے۔

(ملاحظہ ہو بیہقی ...)

مدحیہ اشعار میں مبالغہ کی ممانعت:

اشعار میں مبالغہ ... شاعروں کی عادت ہے حضورؐ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ... ایک شخص ... کی ... تعریف ... فرمایا ...

اسے خراب و ہلاک کر دیا پھر فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ اگر تعریف ضرور ہی کرنا ہو تو جو بات معلوم ہو اسی حد تک کیجیے۔

(بخاری ج ۲ ... کتاب الشہادات باب ما یکرہ من الاطناب فی المدح)

ہجو میں مبالغہ اور غلو ناپسندیدہ ہے:

ہجو میں مبالغہ اور غلو کو بھی حضورؐ نے ناپسند فرمایا ہے، فرمایا کہ دو قسم کے آدمی بڑے ... ایک وہ شاعر جو پورے قبیلے کی ہجو کرتا ہے دوسرے وہ آدمی جو اپنے باپ سے اپنی نسبت کو الگ کرتا ہے۔

آج کل معاملہ برعکس ہے مدح ہو یا ... افراط اور غلو کا پہلو نمایاں ... ہجو و مذمت کی نوبت آتی ہے تو تفریط کا پہلو غالب رہتا ہے عام طور سے اخلاقی، اصلاحی، انقلابی اشعار بہت کم نظر آتے ہیں، ایسی حالت میں ہمیں اپنے ذوق کے مطابق اشعار کا ایک اچھا انتخاب خود کر لینا چاہیے۔ قرآن شریف میں اس کی طرف رہنمائی موجود ہے۔

پیشہ ور ہنسانے والے شاعروں کا انجام:

حضورؐ نے فرمایا کہ ان الرجل لیتکلم بالکلمة ... یہوی بہا ابعد من الثریا۔ یعنی محض ہنسانے کی خاطر شعر و شاعری کرنے والے یا گپ بازی کرنے والے ثریا جیسی بلندی سے پستی کی طرف پھینک دیئے جاتے ہیں۔

(مسند احمد ج دوم ص ...)

آج کے ادب نے جنسی مضامین، ہیجان انگیز مضامین اور فحش آمیز شعروں کو غالب اعتبار کر لیا ہے۔ ... ان ... کا انجام اسی حدیث سے معلوم ہوا۔

عشق و فسق، عیاشی و فحاشی کے اشعار مزاج شرع کے منافی ہیں:

شعروں کی جو حیثیت اسلام کی نگاہ میں ہے ان روایات سے کچھ اندازہ ضرور ہوا ہوگا ... وہی اشعار پسندیدہ ہیں جن کا کوئی نہ کوئی پہلو اسلام اور اسلامی روح سے متعلق ہے وہ اشعار جو محض عشق و فسق ... ہوں ... ایسے شعراء قوم میں پست خیالی و عیاشی پیدا کرتے ہیں اور ادب ... قوم کے ... [illegible]

طلاق میں تاخیر سے ۴۲ ہزار اموات

شادی بیاہ کے پرانے قانون کی وجہ سے جنسی بے راہ روی کا زور

معاشرے کے ایک بہت بڑے طبقے میں یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ ہندوؤں میں شادی بیاہ سے متعلق موجودہ قانون سے بہت سے ایسے جوڑوں کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جن کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے زندگی گزارنا کسی نہ کسی وجہ سے اب ممکن نہیں رہا ہے۔ ان دشواریوں کا اندازہ سماجی بھلائی بورڈ کے میگزین میں شائع ہونے والے اس جائزے سے لگایا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پچھلے دس برسوں میں ۴۲۰۰۰ عورتوں نے خودکشی کر کے اپنی جانیں گنوا دیں۔ خودکشی کی بڑی وجہ ازدواجی زندگی کی بدمزگی بتائی جاتی ہے۔ اگر طلاق کے آسان اصول اور قاعدے ہوتے تو ان میں سے بیشتر عورتوں کو اس طرح کی خودکشی کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

ہندو شادی بیاہ قانون کے مطابق مختلف حالات میں طلاق حاصل کیا جا سکتی ہے۔ اگر شوہر بیوی کو چھوڑ کر چلا گیا ہو اور سات سال تک اس کا کوئی پتہ نہ چلے، ظلم کرتا ہو، کسی غیر عورت (یا غیر مرد) سے ناجائز تعلقات قائم کر رکھے ہوں، نامرد ہو یا حق زوجیت ادا کرنے سے گریز کرتا ہو یا میاں بیوی میں سے کسی نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہو۔

ہندوستان میں عورتوں کے حالات کا جائزہ لینے والی سرکاری کمیشن نے کہا ہے کہ موجودہ قانون میں ایسی دفعات ہیں جن کے مطابق طلاق حاصل کرنے والے شوہر یا بیوی کو عدالتوں کے غیر ضروری چکر لگانے پڑتے ہیں اور کافی پیسہ برباد کرنا پڑتا ہے۔ ان دفعات کے مطابق شوہر یا بیوی، جو بھی طلاق حاصل کرنا چاہے تو انہیں دو سال تک ایک دوسرے سے علاحدہ رہنا ضروری ہے جو ثابت ہے۔ سماجی بھلائی سے متعلق بورڈ نے جن سیکڑوں معاملوں کا جائزہ لیا ہے، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیشتر معاملوں میں طلاق کے خواہشمند افراد کو باقاعدہ طلاق حاصل کرنے میں پانچ سے دس سال تک لگ جاتے ہیں اور اس طویل مدت میں نہ صرف ان کی ذہنی بلکہ اقتصادی حالت کو زبردست دھکا لگتا ہے۔ اس دوران نہ تو میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی پسند پر کسی مرد یا عورت سے شادی کر سکتے ہیں۔ اس طرح طلاق لینے والے میاں بیوی کی طویل عرصے تک راتوں کی نیندیں حرام تو ہوتی ہی ہیں لیکن ساتھ ہی اگر ان کے بیچ کوئی تیسرا فریق کوئی مرد یا عورت ہی ہے تو وہ بھی الجھنوں کا شکار رہتا ہے۔

بمبئی کے ایک ماہر قانون ڈاکٹر اے۔ گوینڈ اے نے پریس ایشیا کو بتایا کہ صرف بمبئی ہی میں ۲۵ ہزار ایسے جوڑے ہیں جو برسوں سے پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں اور ابھی تک ایک دوسرے سے طلاق نہیں حاصل کر سکے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ ازدواجی زندگی کی نعمتوں سے محروم ہیں اور سماجی عزت اور احترام سے بھی محروم۔

پریس ایشیا کے ایک سروے سے پتہ چلا ہے کہ دہلی میں بھی تقریباً یہی صورت حال ہے۔ دہلی کی عدالتوں میں طلاق کے تقریباً دو ہزار معاملے دو سال سے بھی زیادہ مدت سے پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے تو بعض پانچ پانچ سال سے بھی پرانے ہیں۔ دہلی میں ایسے سیکڑوں معاملے بھی سامنے آئے ہیں جن میں مرد اور عورت میاں بیوی کی طرح رہ رہے ہیں لیکن انہوں نے باضابطہ کوئی شادی نہیں کی ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شوہر یا بیوی ابھی تک طلاق پانے میں کامیاب نہیں ہو سکے اس لئے انہیں مجبوراً یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا کیونکہ قانون کے مطابق جب تک وہ طلاق حاصل نہ کر لیں دوسری شادی کر ہی نہیں سکتے۔

طلاق کیوں لی جاتی ہے؟ اس بارے میں سروے کرانے سے پتہ چلا ہے کہ دہلی میں طلاق کے بیشتر معاملے ایسے ہیں جن میں شوہر یا تو مستقل طور سے بیوی کو چھوڑ چکا ہے یا وہ بیوی پر بہت زیادہ ظلم کرتا ہے۔ طلاق ۵۰ فیصد معاملوں میں یہی سبب ہوتا ہے۔ تقریباً ۱۵ معاملوں میں مرد کا "نامرد" ہونا یا بیوی کا ٹھنڈا ہونا بتایا جاتا ہے۔ تقریباً ۲۰ معاملوں میں میاں بیوی نے ایک دوسرے پر جنسی تعلق کے الزام لگائے ہیں۔

بمبئی میں طلاق لینے کے لئے جو رجحان پایا جاتا ہے، وہ کافی دلچسپ ہے۔ جہاں پر بیشتر معاملوں میں میاں بیوی کی طرف سے ایک دوسرے پر غیر مرد یا عورت سے ناجائز تعلقات قائم کر رکھنے کے الزام لگائے گئے اس کے بعد جو دوسری بڑی وجہ بتائی گئی وہ شوہر یا بیوی کی طرف سے مذہب تبدیل کرنا ہے۔ چونکہ قانون کے مطابق مذہب تبدیلی پر فریق ثانی طلاق لے سکتا ہے اس لئے طلاق لینے کا سب سے آسان نسخہ بتایا جاتا ہے۔ پریس ایشیا نے چند وکیلوں سے ملاقات کی۔ ان میں سے بیشتر وکیلوں نے بتایا کہ ایسے جوڑوں میں ایک دلچسپ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ جب طلاق لینا چاہتے ہیں تو یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ شوہر یا بیوی نے مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ ایسا شوہر بیوی دونوں کی مرضی سے کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک اپنا مذہب تبدیل کر دینے کا اعلان کر دیتا ہے اور دوسرا اس بنیاد پر عدالت میں طلاق کی عرضی داخل کر دیتا ہے اور اس طرح بہت جلد یک طرفہ فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔

طلاق کا یہ طریقہ سب سے آسان اور سستا مانا گیا ہے کیونکہ اس طرح ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور بدنام کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا۔ ناجائز تعلقات، ظلم، نامردی، بیوی کا جنسی طور سے سرد ہونا اور اسی طرح کے دوسرے الزامات میں عدالت کو ہر بات کی تفصیل بتانا پڑتی ہے جب کہ مذہب بدلنے کا الزام کافی سیدھا سادہ اور آسان ہے اور اس سے کوئی ایسی صورت بھی پیدا نہیں ہوتی جس میں شوہر یا بیوی کو شرم اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔

بیشتر معاملوں میں شوہر یا بیوی مذہب تبدیل کرنے کے اعلان کے بعد طلاق حاصل کر کے کچھ عرصے بعد پھر سے پرانے مذہب پر آ جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق صرف بمبئی ہی میں پچھلے پانچ برسوں میں ۳۰ ہزار طلاق کے معاملے مذہب تبدیل کر دینے کی بنیاد پر ہی لئے گئے۔ اگر قانون میں باہمی رضا سے طلاق لینے کے طریقے کو آسان بنا دیا جائے تو پھر یہ ڈرامے کھیلنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ موجودہ قانون میں باہمی رضا یا مرضی سے طلاق لینے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر عدالت کو یہ معلوم ہو جائے کہ شوہر بیوی طلاق دینے کے معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں تو عدالت طلاق کے مقدمے کو خارج بھی کر سکتی ہے۔ یہ ایک تشویشناک صورت حال ہے جس کو فوراً ختم کیا جانا ضروری ہے۔

۱۹۳۳ء سے پابندی کے ساتھ شائع ہونے والے ہندوستان کے مشہور دینی ماہنامہ

الفرقان لکھنؤ کا

تیسرا انتخاب نمبر

زیر ادارت: مولانا محمد منظور نعمانی

گزشتہ جلدوں کے منتخب اور چیدہ مضامین پر مبنی دو خاص اشاعتوں (جون ۱۹۸۳ء و جون ۱۹۸۴ء) کی غیر معمولی مقبولیت کے بعد علم دوستوں اور خصوصاً دینی ذوق رکھنے والوں کے لئے الفرقان کی یہ تیسری خاص اشاعت ان شاء اللہ جون ۱۹۸۶ء میں منظر عام پر آ رہی ہے۔

قیمت: پانچ روپے ——— سالانہ چندہ: ۳۰ روپے

تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل یہ خاص نمبر "الفرقان" کے سالانہ خریداروں کو ان کی خریداری کے حساب میں پیش کیا جائے گا۔ ... سے طلب کرنا ...

(پندرہ خصوصی اشاعتیں ایک ساتھ طلب کرنے پر خاص رعایت)

ہمارا پتہ: منیجر الفرقان ۳۱، نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنؤ

حضرات پاکستان سالانہ چندہ: ۲۵ روپے ــ خاص اشاعت ۵/۶

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ: سکریٹری ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ لاہور

حافظے کی تربیت

محمد اقبال سلیمان

قدرت نے انسان کو جن نعمتوں سے سرفراز کیا ہے ان میں حافظہ ایک عظیم اور حیرت انگیز نعمت ہے۔ انسانی دماغ ایک دنیا ہے جس میں ماضی کے تجربے، حادثے، افسانے، الفاظ، منظر اور نام محفوظ ہوتے رہتے ہیں یا اسے ایک ایسے کیمرے سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جو مختلف حواس کی مدد سے جو کچھ دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے اس کی تصویریں اتارتا رہتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور دیکھا ہوا اکثر حافظے کے ایسے گوشوں میں پاتے ہیں۔

علم افعال الاعضا (Physiology) کے ماہرین ہمیں بتلاتے ہیں کہ انسانی دماغ میں اتنے سیل ہوتے ہیں ان میں صرف دس فیصد سیل کام دیتے ہیں۔ باقی عموماً خالی پڑے رہتے ہیں۔ اگر یہ تحقیق درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی حافظہ لامحدود وسعت کا حامل ہے اور اس سے ایسے وسیع امکانات کا پتہ لگتا ہے کہ ان کا صحیح اندازہ لگانا بھی دشوار ہے۔ سارے کے سارے خلیائے دماغی کو آج تک کوئی شخص استعمال میں نہیں لا سکا۔ آئن سٹائن جیسا عظیم سائنسدان بھی اپنے دماغ کے دس فیصد خلیے ہی کام میں لا سکا۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان اب تک اپنی ذہنی قوتوں سے پورے طور پر آگاہ ہی نہیں ہوا۔

باوجودیکہ قدرت نے دماغ انسانی کی ترتیب میں انتہائی فیاضی کا ثبوت دیا ہے، یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کرتے ہیں اور جو حافظے کی صلاحیتوں سے محروم ہیں۔ ان لوگوں کی تعداد کم نہیں ہے جن کے حافظے کمزور ہیں اور جو ناقابل اعتماد ہیں۔ شاید ہی کوئی شخص ایسا ملے جسے اپنے حافظے کی شکایت نہ ہو۔ فراموشی ایک ایسا مرض ہے جسے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے حافظے کی خامی کو بڑی سادگی سے تسلیم کر لیتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جب انہیں کوئی بات یاد نہیں آتی تو حافظے کو قصوروار ٹھہراتے ہیں۔ ہمارے سامنے ایسے لوگ بھی آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ان کا حافظہ بہت خراب ہے مگر ان کا یہ قول ہمیشہ درست نہیں ہوتا۔ ان کی زندگی کا شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جس میں انہیں ندامت، شرمندگی اور مصیبت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

مگر ماہرین علم النفس کی تحقیقات نے ہمیں اطمینان دلایا ہے کہ حافظہ کوئی غیر متغیر چیز نہیں، اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس کی اس انداز سے تربیت کی جا سکتی ہے کہ وہ ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ وفادار ثابت ہو سکے۔ بھول چوک اور فراموشی کے امکانات بہت حد تک کم کئے جا سکتے ہیں۔ حافظے کی خامیاں دور کر کے اسے قابل اعتماد بنایا جا سکتا ہے۔ ان تحقیقات نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کی قوت ارادی پر منحصر ہے کہ جن باتوں کو مفید سمجھے صرف انہی کے نقوش اپنے دماغ کی پلیٹ پر ثبت ہونے دے اور جن کو غیر مفید یا غیر ضروری سمجھے ان سے اپنے حافظے کو پاک رکھے۔

اچھے حافظے کے لئے پہلی بنیادی شرط اچھی جسمانی صحت ہے۔ اگرچہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس شخص کی جسمانی صحت اچھی ہوگی اس کا حافظہ بھی ضرور اچھا ہوگا، تاہم اچھے حافظے کے لئے اچھی صحت کا ہونا لازم ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے حافظے کو کسی ڈسپلن کے ماتحت رکھے اسے اپنی قوت ارادی میں اضافہ کرنا ہوگا اور قوت ارادی کا قیام تندرستی کے بغیر قریباً محال ہے۔ اگر دماغ کی طرف صحت مند خون سرگرمی کے ساتھ دورہ کرے گا تو حافظے پر اچھا اثر پڑے گا۔ دیکھا گیا ہے کہ حافظے کے زوال کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جسم میں نہ صرف تازہ خون کی افزائش کم ہو جاتی ہے بلکہ دوران خون بھی مدھم پڑ جاتا ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اپنے حافظے کو بہتر بنانا چاہتا ہے، لازم ہے کہ وہ اپنی صحت کی طرف پوری پوری توجہ کرے۔ کھانا خوب چبا چبا کر کھائے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ سیر و تفریح کا عادی رہے۔ محنت اور مشقت کو اپنی زندگی کا دستور بنائے۔ تمباکو نوشی، منشیات اور ہر قسم کی بے اعتدالی سے پرہیز کرے۔ تمام ایسی چیزوں سے بالعموم، شراب نوشی سے بالخصوص پرہیز کرے۔

ہر انسان کے حافظے کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہوتی ہے۔ جو شخص شعر و شاعری سے طبعی لگاؤ رکھتا ہے وہ شعروں کو بہت اچھی طرح یاد رکھ سکتا ہے۔ دوسری کوئی بھی چیز اس کے حافظے پر گہرا اثر نہیں چھوڑ سکتی۔ جس چیز سے انسان کو محبت اور دلچسپی زیادہ ہوگی وہ اس کے حافظے میں اچھی طرح محفوظ رہے گی۔ جن چیزوں سے رغبت نہیں ہوگی انہیں یاد رکھنا اس کے لئے مشکل ہوگا۔ طالب علمی کے زمانے میں راقم الحروف کو ریاضی سے بہت دلچسپی تھی۔ مگر الجبرے سے بہت نفرت۔ نتیجہ یہ تھا کہ جیومیٹری کے بے شمار محاوروں کی تشریح مشکل الفاظ کا اور ان کے معنی و مفہوم سے بخوبی شعور اور ان کے مطالب بلا تکلف یاد ہو جاتے تھے، وہاں الجبرے کا ایک بھی فارمولا کبھی یاد نہیں ہوگا۔ کسی بھی شخص کا حافظہ ہر گز بھی ہو سکتا۔ وہ لوگ جو تاریخ میں غیر معمولی حافظے کی وجہ سے مشہور ہیں، ان کے حافظے بھی ہر گز نہیں تھے۔ اگر یہ درست ہے کہ ان میں سے بعض لوگوں کو کئی کئی سو صفحے کی کتابیں ازبر ہوتی تھیں یا جس عبارت کو وہ ایک مرتبہ پڑھ یا سن لیتے تھے اسے زبانی سنا سکتے تھے، تو یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے معاملات میں ان کے حافظے ان کا ساتھ نہ دیتے ہوں۔ وہ چہرے بھول جاتے ہوں، راستے بھول جاتے ہوں، راستے تک آدمیوں اور نقشوں کو بھول جاتے ہوں۔

بے شک مجموعی طور پر بھی ہمارا حافظہ اچھا ہونا چاہئے لیکن حافظے کی مہارت خصوصی (SPECIALIZATION) میں ہمارے لئے مفید سمجھی جانی چاہئے۔ جس پیشے یا کاروبار سے ہم متعلق یا وابستہ ہوں، اس میں جو فرائض ہمارے حافظے کے سپرد ہوں انہیں وہ کامیاب طور پر سرانجام دے سکتا ہو۔ ایک کلرک کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ فلاں فلاں کاغذات کون کون سی الماری میں موجود ہیں۔ دستاویزیں کہاں رکھی ہیں اور رجسٹر کہاں۔ کل شام اس نے کون کون سا کام کس صاحب کی ہدایت پر کیا تھا اور آج صبح اسے کونسا کام پہلے سرانجام دینا ہے اور کونسا بعد میں۔ اپنے دفتر کے ضروری امور و شمار، حسابات، بل، روپے کی وصولی اور ادائیگی کی مقررہ تاریخیں، تمام معمولی اور غیر معمولی فرائض ہر وقت اس کے ذہن میں حاضر رہنے چاہئیں۔ اسے یاد ہونا چاہئے کہ فلاں فلاں وزیروں سے دفتر کا بندھا ہوا معاملہ کیا ہے۔ اور اسے کس تاریخ تک کونسا کام پورا رکھنا چاہئے۔ مگر وہ اپنے کام میں غلطیاں نہیں کرتا، بھول جاتا ہے، کچھ بھی یاد نہیں رہتا، تو ہم کہیں گے کہ وہ اپنے کام کے لئے موزوں آدمی ہے اور اس کا حافظہ اپنے کام میں مہارت مخصوص رکھتا ہے۔

لیکن اگر کسی شخص نے کوئی ایسا پیشہ اختیار کر لیا ہے جو اس کے میلان طبعی کے خلاف ہے تو اس نے نہ صرف اپنی شخصیت کے ساتھ انصاف نہیں کیا، بلکہ اپنے حافظے کے ساتھ بھی ظلم کیا۔ وہ ہر روز بھولے گا، ہر روز غلطیاں کرے گا، اور ان غلطیوں کو بار بار دہرائے گا یہاں تک کہ اسے یہ وہم ہو جائے گا کہ وہ نسیان کا مریض ہے، حالانکہ حقیقتاً اس کا حافظہ کمزور نہیں، وہ صرف غلط جگہ کام کرنے کا جرمانہ ادا کر رہا ہے۔ ہر نوجوان کا فرض ہے کہ وہ اپنے میلان طبع کا اچھی طرح مطالعہ کر کے وہ پیشہ اختیار کرے جو اس کی ذہنی تسکین کا باعث ہو اور اگر اسے حالات نے کوئی غیر موزوں پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہو تو جہاں تک ممکن ہو مشق اور تربیت کے ذریعے اسی قسم کا حافظہ پیدا کرنے کی کوشش کرے جو عملاً اسے درکار ہو۔

حافظے کی مشق اور تربیت سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ حافظے کی تعریف کیا ہے۔ اس سوال کا جواب بہت سادہ ہے۔ انسان جو کچھ بھی دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے اس کا اثر و نقش اس کے دماغ پر ثبت ہو جاتا ہے۔ اس اثر و نقش کی تجدید کرنے والی قوت کا نام ہی حافظہ ہے۔ اگر دیکھتے سنتے یا محسوس کرتے وقت انسان کا دماغ مستعد نہ ہو یا وہ دوسری چیزوں کی طرف مشغول ہو یا تھکے، بیماری یا بے توجہی کا شکار ہو تو یہ اثر و نقش بہت مدھم رہے گا اور ضرورت کے وقت اس کی تجدید بھی مشکل ہوگی۔ حافظے کا سب سے بڑا قانون یہ ہے کہ جتنا گہرا کسی چیز کا اثر ہوگا، اتنا ہی اس کا یاد رکھنا آسان ہوگا اور جتنا گہرا کسی چیز کا نقش ہوگا اتنا ہی اس کے بھولنے کا امکان کم سے کم ہوگا۔ یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ حافظے کی تربیت اور اس کے ضبط و نظم کے لئے جہاں اس امر کی ضرورت ہے کہ مطلوب باتیں یاد رہ جائیں، وہاں یہ بھی لازم ہے کہ غیر ضروری باتیں فراموش ہوتی رہیں۔

حافظے کی بہتر تربیت کے لئے صرف اتنا کافی نہیں کہ دماغ پر کوئی گہرا نقش ثبت ہو جائے۔ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بعض ایسے نقوش بھی مٹ جاتے ہیں، جن کے متعلق انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ عمر بھر باقی رہیں گے۔ اس اندیشے کا واحد علاج یہ ہے کہ جب کوئی

ساری واقعہ حافظے کی گرفت میں آجائے تو دماغ کو چاہیے کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کرکے اس کے قیام و استحکام میں مدد دے۔ اعادہ یا تکرار بھی حافظے کے حق میں ایک اچھی ضمانت ہے جو واقعہ ہر روز نظر میں دہرایا جائے تو وہ اس واقعے کے مقابلے میں زیادہ عرصے کے لیے پائیدار ہے جسے ایک دفعہ دیکھنے یا سننے کے بعد کبھی بیان نہ کیا گیا ہو۔

لیکن دماغ کا حقیقی مرکز شناخت (RECOGNITION) جس کے ذریعے حافظے کی پلیٹ پر تصویر اترتی ہے قوت مشاہدہ (OBSERVATION) ہے۔ بہت کم لوگ اس قوت کے مکمل اور صحیح استعمال سے واقف ہیں۔ ایک شخص کے گھر میں برسوں ایک گھڑی بند پڑی رہتی ہے۔ گھڑی کا ایک سینگ چھوٹا ہے اور ایک بڑا، لیکن وہ نہیں بتا سکتے کہ دایاں چھوٹا ہے یا بایاں۔ ایک شخص سالہا سال ایک دفتر میں کام کرتا ہے لیکن اگر اس سے یہ پوچھا جائے کہ اس کے کمرے میں روشن دان کتنے ہیں، تو اسے جواب دینے سے پہلے سوچنا پڑے گا۔ عرصہ گزرا، مجھے ایک دوست جس سے میری نئی نئی جان پہچان ہوئی تھی، پہلی دفعہ اپنے گھر لے گیا۔ باوجودیکہ اس کا مکان اس جگہ سے جہاں ہم روزانہ ملتے تھے نصف فرلانگ سے بھی کم فاصلے پر ایک کوچے میں واقع تھا مگر جب چند ہی روز کے بعد مجھے اس کے ہاں دوبارہ جانے کی ضرورت پڑی، تو میرے حافظے نے میری رہنمائی سے صاف انکار کر دیا۔ کوشش کے باوجود میں اس کا گھر تلاش نہ کر سکا۔

یہ جیسا کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے دماغ کا ضعف نہیں، بلکہ مشاہدے کی کمزوری ہے۔ جن واقعات یا جن اشیاء سے ہمارا سابقہ پڑتا ہے انھیں ہم آنکھیں کھول کر نہیں دیکھتے، انھیں سمجھنے اور اپنے حافظے میں محفوظ رکھنے کے لیے توجہ کی یکجہتی سے کام نہیں لیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے نقوش ہمارے دماغ پر اتنے مدھم اور دھندلے پڑتے ہیں کہ انھیں دوبارہ ابھارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اجمالاً گہرے نقوش کے لیے گہرے مشاہدے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جب میں دوسری مرتبہ اسی دوست کے ساتھ اُن کے گھر گیا، تو میں نے اپنی قوت مشاہدہ کو مجبور کیا کہ راستے کی ضروری نشانات کو ذہن نشین کر لے۔ "حلوائی کی دکان کے ساتھ پہلا موڑ ہے، یہ پانی کا نل ہے، یہ مسجد کے ساتھ دوسرا موڑ ہے اور چند قدم کے فاصلے پر سبز رنگ کی عمارت کے ساتھ — سبز ہی مکان ہے۔" مجھے یاد رکھنا چاہیے۔ وہی لوگ زیادہ بھولتے ہیں جن کی قوت مشاہدہ اُن کے عمل کا ساتھ نہیں دیتی — واقعہ یہ ہے زیادہ لوگ جب کام کرتے ہیں تو اگرچہ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مشاہدہ ان کے کام پر مرکوز ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اُن کے ہاتھ یا قلم تو دفتری کام میں مصروف ہوتے ہیں، لیکن ان کی توجہ، ان کی قوت فکر یہ و مشاہدہ کہیں کہیں دور دور پرواز کر رہی ہوتی ہے۔ مشاہدے کے بغیر کام کرنے کی عادت آہستہ آہستہ ان کی ساری زندگی پر حاوی ہو جاتی ہے۔ وہ دیاسلائی کی ڈبیہ تکیے کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر باورچی خانے میں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں کیونکہ صرف اس لیے کہ ڈبیہ کو تکیے کے نیچے رکھتے وقت ان کا مشاہدہ، کمرے کی کھڑکی سے باہر آسمان پر چھائی ہوئی گھٹا کا نظارہ کر رہا تھا یا دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے کیلنڈر کی "شمع تاریخ" میں کھویا ہوا تھا۔

توجہ بھی حافظے کا ایک اہم جزو ہے۔ بعض طالب علم بہت کم محنت کرنے کے باوجود اپنے اُن ساتھیوں سے جو شبانہ روز دماغ سوزی کرتے ہیں، سبقت لے جاتے ہیں، اس لیے کہ جب استاد جماعت میں لیکچر دے رہا ہوتا ہے تو وہ اس کے ایک ایک لفظ کو توجہ اور غور سے سنتے ہیں۔ جو بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی، دوبارہ پوچھ لیتے ہیں۔ اس طرح اُنھیں سارا سبق اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے لیکن اس کے خلاف وہ طالب علم جو لیکچر کے دوران میں بے خیالی سے بیٹھے رہتے ہیں، ان کے کچھ بھی پلے نہیں پڑتا۔ وہ کند ذہن اور غبی مشہور ہو جاتے ہیں۔ انھیں اپنی بے توجہی کا بہت بڑا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

توجہ ہی وہ چابی ہے جس سے حافظے کی بند کھڑکیاں کھولی جا سکتی ہیں۔ اپنے ساتھیوں، افسروں، ماتحتوں اور گاہکوں کی ہر بات غور سے سنی جائے۔ گھر، دفتر اور کاروبار کے فرائض پوری توجہ دھیان سے سرانجام دیے جائیں۔ ہر چیز اٹھاتے، لیتے دیتے اور رکھتے وقت پوری توجہ سے کام لیا جائے۔ ۵۰ فی صدی حافظہ صرف توجہ کا دوسرا نام ہے۔

غور و فکر کی عادت بھی حافظے کی بہت مددگار ہے۔ کسی کام پر سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا، کام کے دوران میں غور و فکر سے کام لینا اور کام ختم کر چکنے کے بعد اس پر تنقیدی نظر ڈالنا نہ صرف حافظے کے، بلکہ ذہنی قابلیت میں بھی اضافہ کرے گا۔ روزانہ رات کو بستر پر دراز ہوتے وقت دن بھر کے مشاغل پر چند لمحے سوچ بچار کرنے سے قوت یادداشت مضبوط ہو سکتی ہے۔ اپنے آپ سے اپنی ضرورتوں کے مطابق مختلف سوالات کرنے چاہییں۔ مثلاً کس کس شخص سے کیا کیا وعدہ کیا، کون سا کام کس حد تک سرانجام دیا، کون سا کام کس حد تک باقی ہے، اسی طرح روزانہ صبح بیدار ہوتے وقت دن بھر کا پروگرام ذہن میں مرتب کر لینا چاہیے۔ مثلاً آج کے شمار دو خط لکھنے ہیں، فلاں فلاں کاغذات مکمل کرنے ہیں، بازار سے لیمپ کی چمنی، آٹا دال اور جرابیں خریدنی ہیں، لائبریری کی کتاب واپس کرنی ہے، دفتر سے لوٹتے وقت گیلانی سے ملاقات کرنی ہے، وغیرہ۔ روزانہ دونوں وقت یہ معمول حافظے کی صحت کے لیے نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔

اچھے حافظے کے حصول کے لیے اعادے یا تکرار کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہی کہ کاروبار، تعلیم، تبلیغ اور ڈرامے کے پارٹ بار بار رٹنے ہی سے یاد رہیں گے۔ لیکن کسی چیز کو طوطے کی طرح رٹنا کوئی حل نہیں۔ مفہوم کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیے۔ دل ہی دل میں رٹنے کے بجائے بآواز رٹنا بہتر ہے۔ یہ عمل صبح و شام سیر کے دوران میں یا مطالعے کے کمرے میں یکسوئی کے ساتھ سرانجام دینا چاہیے۔ اسی طرح جن واقعات کو اپنی بیوی یا خاوند یا کسی دوست سے بات چیت کی شکل میں دہرایا جائے گا، وہ حافظے میں زیادہ اچھی طرح محفوظ رہیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے مجھے ۵۰ فی صدی ملاقاتیوں کے نام یاد نہیں رہتے تھے، اب شاذ و نادر ہی کوئی نام بھولتا ہوگا کیونکہ اب میں تعارف کے دوران ہی ان کے نام دہرا لیتا ہوں — "یہ ہیں میرے دوست کیپٹن جلیل احمد اور یہ صوفی عبدالحکیم"۔ میں مصافحہ کرتے وقت دل ہی دل میں دہراتا ہوں "کیپٹن جلیل احمد، صوفی عبدالحکیم"۔ اگر میں یہ سمجھوں کہ دونوں صاحب مجھے آئندہ بھی ملتے رہیں گے، تو اُن کے چلے جانے کے بعد پھر اُن کا نام دہراتا ہوں — "کیپٹن جلیل احمد، صوفی عبدالحکیم"۔

ایک باقاعدہ اور باترتیب طرز معاشرت بھی حافظے کی اصلاح و ترقی میں بہت مدد دے سکتی ہے۔ عام طور سے دیکھنے میں آیا ہے کہ جن لوگوں کی زندگی باقاعدگی اور ترتیب سے خالی ہو، وہ بھلکڑ ہوتے ہیں۔ خانہ داری کا سب سے اچھا اصول یہ ہے کہ برتن، لیمپ، دیاسلائی، پالش کی ڈبیاں، چاقو، چمچے، درازوں کی کنجیاں، چابیاں، کتابیں، بچوں کے کپڑے اور کھلونے وغیرہ سب اپنے اپنے مقررہ ٹھکانوں پر اس ترتیب سے رکھے جائیں کہ ضرورت کے وقت ایک منٹ بھی تلاش و جستجو میں ضائع نہ کرنا پڑے۔ جو چیز جس جگہ سے اٹھائی جائے استعمال کرنے کے بعد وہیں رکھ دی جائے۔ جو لوگ باورچی خانے کی چیز غسل خانے کی الماری میں رکھ دیتے ہیں، وہ جان بوجھ کر اپنے حافظے کو پریشان کرتے ہیں۔ گھر سے باہر دفتر یا دکان میں بھی ترتیب اور قرینے کو پہلا قدم سمجھنا چاہیے۔ میز کے دراز، الماری کے خانے الگ الگ چیزوں کے لیے وقف ہونا چاہییں۔ کسی میں سٹیشنری، کسی میں ڈاک، کسی میں بل وغیرہ، کسی میں رجسٹر اور کسی میں ذاتی خط و کتابت۔ کسی بھی وقت یہ نہ سوچنا پڑے کہ فلاں چیز کہاں رکھی ہے۔ حافظے پر غیر ضروری بوجھ ڈالنا عقلمندی میں داخل نہیں۔

اچھے حافظے کے خواہش مند کو فکر و تشویش کی غلامی ہرگز قبول نہیں کرنی چاہیے۔ ماضی کی حسین اور غلطیاں، ماتم کے ساتھ دہشت، بوکھلاہٹ — انھیں یاد کرکے اور اُن پر پچھتا پچھتا کے اپنے دماغ کو کیوں نڈھال کیا جائے، مستقبل کی فکر ماضی کے پچھتاوے سے بھی زیادہ فضول ہے۔ کسی نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ "عظیم ترین مصیبتیں وہی ہیں جو کبھی نہیں آتیں"۔ ہم کیوں ذہنی مصائب کو اپنے ذہن و دماغ پر مسلط ہونے کی اجازت دیں؟ حافظہ ہمارے دماغ کا بے بدل جوہر ہے۔ اُسے بیتے ہوئے دکھوں اور آنے والے غموں کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔

بچوں کا حافظہ کیوں اچھا ہوتا ہے؟ انھیں سیکھنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت کیوں زیادہ ہوتی ہے؟ مشاہدے کے علاوہ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان کے فکر و غم کے زہریلے اثرات سے پاک ہوتے ہیں۔ حافظے کی صاف اور بے عیب پلیٹ پر ایسے روشن اور گہرے نقوش پڑتے ہیں کہ دھندلے نہیں ہوتے۔ ہر شخص کو بچپن کے کئی واقعات یاد ہوں گے۔ خود مجھے اپنی چار پانچ سال کی عمر کی کئی چھوٹی چھوٹی باتیں اب تک یاد ہیں۔ قریباً ۵۰ سال پہلے کی باتیں۔

اب اگرچہ وہ بچپن کا سا صاف و شفاف حافظہ ناممکن ہے — کیونکہ ہمارے فرائض، اشغال، تعلقات اور احساسات بہت پھیل چکے ہیں، ہماری ذہنی مصروفیتیں بہت بڑھ گئی ہیں، لیکن حافظے کو غیر ضروری الجھنوں سے اب بھی بہت حد تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ ہمارا حافظہ صرف اُنہی یادوں اور یادداشتوں سے معمور رہنا چاہیے جو عملاً ہماری زندگی میں مفید ثابت ہوں، ہماری ترقی اور کامیابی کی ضامن ہوں۔ جو شخص اپنے دماغ کی کھڑکی ہر گھڑی کھلی رکھتا اور ہر فضول یاد کے لیے کھڑکیاں کھلی رکھتا ہے، وہ اصل میں اپنے حافظے کو "کباڑیے کی دکان" بنا دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی فضول بحث نہ کی جائے، کوئی بیہودہ بات نہ سنی جائے، کوئی سطحی کتاب نہ پڑھی جائے، کوئی غیر ضروری بات یاد رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

کوئی صدمہ اتنا قیمتی نہیں ہو سکتا کہ اس کی یاد ہمیشہ کے لیے اپنے دماغ پر محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض صدمات اور حادثے جسم و دماغ پر ایسے گہرے اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔ بعض لوگ جو ان کی تاب نہیں لا سکتے، پاگل ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ صورت کسی شخص کی قوت و اختیار سے باہر ہو تو الگ بات ہے، ورنہ جائز نہیں کہ حافظے کو

(بقیہ صفحہ ۱۲)

ایک دردمند باپ کا خط اپنی نوبیاہتا بیٹی کے نام

[illegible]

[illegible]

ان گنت شادیوں میں ماں باپ نے اپنے بچے بچیوں کے لئے نصیحتیں لکھی ہیں۔ وہ مشورے ضرور پڑھے ہیں۔ مگر دونوں کی نسبت سے بیٹی کے لئے کچھ ہی کر سکے ہیں ... [illegible] ... میرا یہ خط لازم ہے ... نوبیاہتی بچی کے لئے ہے ... [illegible] ... ایک دردمند دل کا پیام لکھ کر ہر بیٹی اپنی شادی کی تاریخ پر [illegible]۔

بیٹی! ... ایک بھی بات کسی نے کبھی خوب ... انسان جب دنیا میں آتا ہے۔ تو وہ روتا ہے اور سب خوش ہوتے ہیں۔ ... [illegible] ... سب اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ بیٹی اس گھر سے بچھڑ کے ... [illegible] ... گھر والے ... جہاں جاؤ گی ... [illegible] ... خدا کرے تم ہمیشہ ... [illegible] ... اور وہاں بھی اپنے پیاروں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنو۔ آمین!

بیٹی! ہر نئی جگہ جانے سے پہلے اس کی تیاری کرنی پڑتی ہے۔ سامان ساتھ لینا ہوتا ہے ... [illegible] ... سارا سامان باندھ کر تمہارے ساتھ کر دیا ہے ... [illegible] ... خوش رہو ... [illegible] ... پھر اپنے آقا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ... [illegible]۔

دل ہو وفا پسند، نظر ہو حیا پسند

[illegible]

دلہن بیٹی! ... [illegible] ... ماں باپ ... محبت ... [illegible] ... اپنے لئے جینے کا سامان [illegible]۔

آج ہر لڑکی بہت کچھ ... [illegible] ... میری بیٹی ... [illegible] ... دنیا کے سب سے بڑے انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) ... [illegible] ... پھر ہم ... [illegible]۔

کر رہی ہیں۔ ہم نے کبھی صرف ... [illegible] ... میں ورثہ ... [illegible] ... ایک اور بیٹی ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں کہا تھا: اپنے واسطے ... آسمان پر ... [illegible] ... دنیا میں بھی بہت ... [illegible] ... مل جائے گی۔ انشاء اللہ

میں چاہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو اس خوشی میں اچھے سے اچھے تحفے دوں مگر ایسے تحفے بے قیمتی اور کیا تحفے دے سکتا ہوں ... [illegible] ... اللہ کرے تم دونوں اس تحفے سے بھرپور فائدہ ... میں بھی چاہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو اپنی آنکھوں سے دلہن بنا دیکھوں۔ سر پر ہاتھ پھیر کر پیار سے گلے لگاؤں۔ مگر میں مجبوری کے گھیرے اور بے بسی کی چار دیواری میں جکڑا ہوا ہوں ... [illegible] ... دعائیں تو دنیا میں کسی کے روکے نہیں رکتیں۔

[illegible]

[illegible]

اللہ تم کو بہترین جیون ساتھی دے۔ بہترین زندگی دے۔ بہترین گھرانہ دے۔ بہترین ... اور سب کے لئے یہ شادی بابرکت ہو۔ آمین

تمہارا ابو دعاؤں کے ساتھ

([illegible])

بقیہ صفحہ [illegible]: حافظے کی تربیت

کسی صدمے کو ہر وقت تازہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ انگلستان کا مشہور مصنف ہربرٹ این کیسن (HERBERTN CASON) ایک عورت کا ذکر کرتا ہے جو اپنے دو بچوں کی موت کے بعد ان کی تصویریں سامنے رکھ کر روزانہ ایک گھنٹہ رویا کرتی تھی۔ باوجود یکہ اس کے تین بچے زندہ تھے، لیکن گزرے ہوئے بچوں کی یاد میں اس نے اپنی اور اپنے کنبے کی زندگی اجیرن بنا رکھی تھی۔ کیسن اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"میری رائے میں یہ ایک دردناک غلطی تھی۔ اسے اپنے صدمے کو بھولنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی ... رنج و غم اس حقیقت کا ایک جزو ہے جو ہم زندگی کے ... [illegible] ... زیادہ نہیں ہونی چاہئے کہ ہم اپنی مسرتوں کا وجود ہی نکال دیں۔"

لیکن صدمہ بھی ایک فن ہے جو شخص ناقابل فراموش باتوں کو فراموش نہیں کر سکتا وہ اپنے حافظے کی تعمیری صلاحیتوں کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے ... [illegible] ... حافظے کو ... [illegible] ... حالت میں کبھی ... [illegible]

ممکن ہو تو بیمار زیادہ سے زیادہ وقت دوسروں کی صحبت میں گزارا جائے۔ بیکاری اور بیماری کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو بیکاری سے اجتناب کیا جائے۔ بعض وقت تو کام خود ایک دل بہلاوا ہے۔ دل کے زخم مندمل کرنے کے لئے مصروفیت وقت سے کہیں بہتر مرہم ہے۔

اپنے اپنے حالات کے مطابق ہدایتوں پر عمل کیا جائے جس سے پریشانیوں سے نجات ملے۔ پریشان آدمی کا حافظہ کبھی قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔

یہ چند موٹے موٹے اصول جن کی مدد سے ہم اپنے حافظے کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسے بہتر اور مفید بنا سکتے ہیں۔ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں ... [illegible] ... کے علاوہ اچھے حافظے سے بھی بہرہ مند تھے ... [illegible] ... اپنے حافظے کی تربیت سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔

Regd. No. LW/NP 56
Phone: 22948 / 29747

TAMEER-E-HAYAT
FORTNIGHTLY
Nadwatul-ulama Lucknow-226007 (India)

اہل اسلام کے لیے
عظیم پیشکش

ہدایات برائے امیدواران

شرائط داخلہ

ورلڈ قرآن سوسائٹی
۱۰۹ گلی کبابیان، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

ضرورت ہے

ایک تجربہ کار ٹیچر کی جو عربی زبان میں مطالعہ، تحریر اور گفتگو کی مشق کرا سکے۔

معیار: عربی میں کسی اعلیٰ درسگاہ کا "فاضل" (مساوی ایم۔ اے) دینیات کے درس اور اردو/انگریزی زبان پر قادر۔

تجربہ: کم از کم پانچ سالہ تدریس کا تجربہ

تنخواہ: تنخواہ کا تعین معیار تعلیم اور تجربہ کی بنیاد پر طے ہوگا، تاہم درخواست دہندہ اپنی مطلوبہ تنخواہ کا ذکر کر سکتا ہے۔

خواہش مند حضرات

اپنی اسناد اور دیگر سرٹیفکٹس کی نقول کیساتھ درج ذیل پتہ پر درخواست بھیجیں۔

(پتہ انگریزی میں ہو)

دی پریسیڈنٹ مہاراشٹر کاسموپالیٹن ایجوکیشن سوسائٹی، خان بہادر حاجی ... روڈ، نیو مودی خانہ، پونہ ۱ (مہاراشٹر)

انگوری
جنرل ٹانک

معدہ، جگر، اعصاب اور گردوں کو طاقت دیتی ہے۔
بیماری کے بعد کی کمزوری کو جلد دور کرتی ہے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

دورِ حاضر کی بہترین گھریلو دوا

نورانی تیل

ہر قسم کے جسم کے درد، چوٹ، زخم، جلنے کٹنے کی بہترین دوا

نوری کیمیکل کمپنی، منڈی ... (یو پی)

"تعمیر حیات"
پچاس ہزار ہاتھوں تک پہونچتا ہے۔
"تعمیر حیات"
میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو
فروغ دیجیے۔

رانا ٹرانسپورٹ کمپنی
۲۱ ۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۱

ٹرانسپورٹ ... دہلی، بمبئی
ہاپوڑ، بنارس، الہ آباد، لکھنؤ، کانپور ... آل انڈیا ...